لطیفہ ۴۶

حسن اخلاق، غصہ، شفقت اور معاملات سے متعلق وعظ و نصیحت

قال اللّٰہ تعالیٰ، وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔[1] (ترجمہ) اور آپ سمجھاتے رہیں اس لیے کہ سمجھانا یقیناً ایمان والوں کے لیے مفید ہے۔

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک حدیث روایت کی گئی ہے، اذامرر تم بریاض الجنة فارتعوھا، قیل وما ریاض الجنة فارتعوھا قال مجالس الذکر یعنی جب تم جنت کے باغوں کی طرف گزر کرو تو چرنے کے لیے قیام کرو۔ عرض کیا گیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں، فرمایا ذکر کی مجلسیں۔

حضرت قدوة الکبراؒ فرماتے تھے کہ واعظوں کی باتیں سننا اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحتوں کا علم حاصل کرنا خوشگوار نعمت ہے۔ یہ نعمت کسی کسی کو حاصل ہوتی ہے، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[2] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے)۔ عالم کے رتبے سے سننے والے کا رتبہ کم تر ہے۔ الناس عالم ومتعلم وسائر الناس کاملح یعنی لوگوں میں بہترین لوگ عالم دین اور متعلم ہیں، ان کے علاوہ جو لوگ ہیں وہ موٹے جانور کی مانند ہے۔

فرماتے تھے کہ واعظ جب کچھ بیان کرتا ہے تو اس کی توجہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے اور اس کی نفس میں کوئی آرزو نہیں ہوتی۔ وعظ بیان کرتے وقت وہ اپنی ذات کو تمام چیزوں سے خالی کرلیتا ہے۔ اپنی زبان کو جاہل کی زبان سمجھتا ہے۔ معارف اور عوارف کا پاک چشمہ جو اس کی زبان سے جاری ہوتا ہے اس کے بارے میں یقین کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے۔ وعظ کہنے کے لیے ایک خاص کیفیت درکار ہے۔ واعظ میں جب تک وہ کیفیت پیدا نہ ہو، وہ وعظ نہیں کہتا کیونکہ اس خاص کیفیت کے بغیر نہ وعظ میں ذوق پیدا ہوگا نہ سننے والوں میں شوق بالیدہ ہوگا۔

حضرت خواجہ عطار قدس سرہ کا قول ہے کہ وعظ کی ایک مجلس لہو ولعب کی ستّر مجلسوں کا کفارہ ہے، اُس زمانے میں امید بڑھانے والی باتوں کے بجائے خوف آمیز باتیں کہنا زیادہ بہتر ہے۔

---

[1] پارہ ۲۷۔ سورہ الذاریٰت، آیت ۵۵۔

[2] پارہ ۶۔ سورہ المائدہ، آیت ۵۴۔

حضرت علیؓ کا بھی قول ہے کہ لوگوں سے ناامیدی کی باتیں کہنے میں حد سے زیادہ نہ بڑھیں اسی طرح امید کی باتیں بھی اس زور وشور سے بیان نہ کی جائیں کہ لوگوں کے دل میں خدا کا خوف نہ رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ [۱] (اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ)۔ اللہ کے راستے کی طرف بلانا (یہ ہے) کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی پر آمادہ کیا جائے اور اس کی نافرمانی سے روکا جائے۔ حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا نفع یہ ہے کہ لوگوں میں ضد اور مخالفت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اب تم جو یہ دیکھتے ہو کہ لوگوں میں اچھی نصیحت کا اثر ہوتا ہے تو اس کا تعلق علم وصواب سے ہے (نیکی کا علم حاصل ہوتا ہے) لیکن رقّت، نرمی اور درد پیدا نہیں ہوتے نہ کوئی خاص تبدیلی اور احتیاط حاصل ہوتی ہے۔ (جب قلب اچھی نصیحت قبول کر لیتا ہے تو زندگی بدل جاتی ہے)۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلانا نبوت کی نیابت ہے۔ اکابر صوفیہ جو وعظ کہتے ہیں۔ وہ پہلے سے ترتیب کردہ مضامین کے مطابق تقریر نہیں کرتے بلکہ بے اختیار جو خیال دل میں آتا ہے بے ساختہ کہہ دیتے ہیں۔

نقل ہے کہ شیخ عثمان خیر آبادیؒ [۲] ایک مدت تک مخلوق سے دور رہے اور بیابانوں میں رہے۔ ایک مدت کے بعد انہیں الہام ہوا کہ آبادی میں جا کر رہو اور لوگوں کو ہدایت کرو لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے ہزار مصیبتیں برداشت کرو، چنانچہ شیخ عثمانؒ فرمانِ الٰہی کے بموجب بستی میں آ گئے۔ جب شہر میں داخل ہوئے تو اس قدر بلائیں درپیش ہوئیں کہ اُن کا بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کوئی تھپڑ لگاتا تھا، کوئی اینٹ مارتا تھا۔ شیخ ہر مصیبت کو شمار کرتے رہے۔ جب ہزار بلائیں پوری ہوگئیں تو منبر پر جا بیٹھے اور وعظ ونصیحت کہنا شروع کر دیا۔ جب وعظ ختم کر کے منبر سے اُترے تو عرض کیا۔ اے اللہ! تیرے علم میں ہے کہ نہ میں علم رکھتا ہوں اور نہ کچھ فضل وکمال ہی مجھ میں ہے غیب سے ندا آئی کہ منبر پر بیٹھنا تمہارا کام ہے اور بیان کرنا میرا کام ہے بلکہ تم اپنی زبان کو موسیٰؑ کے شجر کی زبان سمجھو۔ ابیات:

اے برادر گرز آئی در سخن
کن تہی خود رازبارِ ما ومن

ترجمہ: اے بھائی اگر تو (نصیحت کی) باتیں کہنا چاہتا ہے تو خود کو غرور کے بوجھ سے ہلکا کر لے۔

گر شوی خالی زخود اندر کلام
آید ازراہِ زبانت صد پیام

---

[۱] پارہ ۱۴۔ سورہ النحل، آیت ۱۲۵۔ (مطبوعہ نسخے میں الحسنۃ کے بعد یہ عربی عبارت، الدعاء الیٰ سبیل اللہ بھی نقل کی گئی ہے لیکن یہ عبارت قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مترجم نے متن میں اسے نقل نہیں کیا بلکہ اُردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔)

[۲] شیخ عثمان کے حالات کسی تذکرے میں نہیں ملتے اس لیے آپ کے زمانے کا تعین دشوار ہے۔ فوائد الفواد مصنفہ حسن علی سجزیؒ میں آپ کو خیر آبادی کے بجائے حرب آبادی کہا گیا ہے۔ یہ واقعہ جو آپ کے تعلق سے اس لطیفے میں بیان ہوا ہے۔ فوائد الفواد کی جلد دوم۔ مجلس ۳۴ میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: کلام کے وقت اگر تو اپنی ذات کے احساس سے خالی ہوجائے تو تیری زبان کے راستے سے سوطرح کے پیام باہر آئیں۔

اندریں حالت اگر ریزی گہر
گوش بہرِ دل کند آں رامقر

ترجمہ: اس کیفیت میں اگر تو نصیحتوں کے موتی برسائے گا تو کان اُن موتیوں کو دِل تک پہنچانے کے لیے جگہ دیں گے۔

گرنباشی زیں صفت از خود تہی
گرنہ گوئی تو سخن باشد بہی

ترجمہ: جب تک تو اپنے نفس سے بری نہیں ہوتا اس خوبی سے بہرہ مند نہیں ہوسکتا، اس صورت میں تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ تو کلام نہ کرے۔

واعظے کو ایں چنیں گوینده شد
کوسِ معنی برسخن کو بنده شد

ترجمہ: وہ واعظ جو اس صفت کے ساتھ کلام کرتا ہے وہ معنی کے نقارے کو کلام پر کوٹنے والا ہوتا ہے۔

ورنہ ہم چو گوش خالی از دماغ
کم و را بے ہودہ در بازی ولاغ

ترجمہ: ورنہ اس کان کی مانند ہے جو سننے سے عاری ہوتا ہے۔ اس کی باتوں سے عالَم کو کم نفع ہوتا ہے کیونکہ وہ باتیں سراسر بے ہودہ، کھیل اور ٹھٹھول کی ہوتی ہیں۔

مجرئی او در زبانِ اشرف است
داند آں کس کو سخن را عارف ست

ترجمہ: وہ باتیں جو اشرفؒ کی زبان سے جاری ہوئیں صرف وہی شخص جانتا ہے جو عارف ہے۔

حضرت نوریؒ [1] کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آدمی کب بات کہنے کے لائق ہوتا ہے؟ اور کب وعظ سننے کے قابل ہوتا ہے؟ فرمایا، اُس وقت جب اللہ تعالیٰ کے اسرار سمجھ سکے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار سمجھنا مشکلات سے خالی نہیں ہے بلکہ ہزاروں مشکلات واقع ہوتی ہیں اور کلام جملوں کی گردان میں صرف ہوتا ہے واعظ کے لیے ضروری کہ وہ سننے والوں کی لیاقت کے مطابق وعظ کہے۔ ہر شخص کو یہ ادراک حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کی علّتوں اور

---

[1] حضرت نوریؒ۔ پورا نام ابوالحسین نوریؒ تھا۔ ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔ ملاحظہ فرمائیں، ''تاریخ تصوف در ایران'' ص۶۰۔

اس کے کلام کے آثار کی رمزوں کو سمجھ سکے۔قطعہ:

ہر کسے را نیست ادراکِ سخن
تا بفہمد غامضِ اسرارِ دل
اہلِ دل باید کہ گیرد ذوقِ او
کاو گوہر کے بربیند زیرِ گِل

ترجمہ: ہر شخص کو بات کی سمجھ نہیں ہوتی کہ وہ دل کے اسرار کی حقیقت کو سمجھ سکے۔ صاحبِ دل ہی ذوق حاصل کرتا ہے۔مٹی کھودنے والے کو لعل و گوہر نصیب نہیں ہوتے۔

وعظ نصیحت کی باتیں سننے کے لیے بھی لیاقت درکار ہے نہ وہ علم جو تم رکھتے ہو بلکہ وہ علم جو وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا [۱] (اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی سکھایا۔) کی لوح سے پیدا ہوتا ہے اور وہ فہم جو لا الٰہ الا اللہ کے معارف سے فیض پہنچاتی ہے۔قطعہ:

جملہ تاریک است ایں محنت سرائے
علم دروے چوں جواہر رہنمائے
رہبرے جانت دریں تاریک جائے
علم و فہمت، فہم و علم جاں فزائے

ترجمہ: یہ محنت سرائے (دنیا) تمام کی تمام تاریک ہے۔ اس تاریکی میں علم رہنما جوہر کی مانند ہے۔اس تاریک جگہ میں تیری روح کے رہبر ہیں تیرا علم اور تیری فہم (لیکن ایسے) فہم وعلم جو جانفزا ہوتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے جامع مسجد بغداد میں خلیفہ اور وہاں کے اہل معرفت و مکرمت کے بے حد اصرار پر وعظ فرمایا۔ اُس مجمع میں تقریباً پانچ ہزار اربابِ فضل اور سرکاری امیر و سردار موجود تھے۔ قاری صاحب نے سورۂ یوسف تلاوت کی تو حضرتؒ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ اسی کیفیت میں آپ نے تقریر شروع کی اور اُس وعظ میں معرفت و عرفان کے اس قدر نکات بیان فرمائے کہ سارے مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور لوگ گریہ و زاری کرنے لگے۔ خاص طور پر آپ نے آیتِ پاک، لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ [۲] (اگر اپنے رب کی پختہ دلیل نہ دیکھ لیتے۔) کی تفسیر میں ایسی ایسی عاشقانہ باتیں بیان کیں کہ سارے مجمع پر اُن کا اثر ہوا یہاں تک کہ اکثر لوگ اپنے گھروں کی طرف دوڑے یا جنگل کی جانب نکل

---

[۱] پارہ ۱۵۔سورہ الکہف، آیت ۶۵۔مطبوعہ نسخے (ص ۲۵۴) میں سہو کتابت کے باعث اتیناہ نقل کیا گیا ہے لیکن قرآن حکیم میں مندرجہ بالا آیت میں علمناہ آیا ہے۔

[۲] پارہ ۱۲۔سورہ یوسف، آیت ۲۴

گئے۔

ایک بزرگ نے جنہیں لوگ شیخ قطب متقی کہتے تھے، فرمایا کہ میری عمر سو سال کے لگ بھگ ہے، بہت سے واعظین مختلف ملکوں اور اطراف کے یہاں آئے اور وعظ کی مجلس میں تقریریں کیں لیکن کسی نے ایسی خوبی و لطافت سے لبریز تقریر نہیں کی جیسی حضرت نے کی۔

خلیفۂ بغداد بھی ایک ہزار اشرفی اور ایک گھوڑا جس کی زین اور لگام سونے کی تھیں لے کر حاضر ہوا لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ دوسرے دن خلیفہ پھر حاضرِ خدمت ہوا اور بے حد اصرار کیا تو آپ نے قبول کیا۔ ابیات:

چناں دُر ریخت از دریائے اسرار
کہ گوشِ جاں پُر از دُرّ و گہر شد

ترجمہ: (آپ نے) دریائے اسرار کے اس قدر موتی بکھیرے کہ روح کے کان موتیوں اور گوہروں سے بھر گئے۔

چہ خوش می ریخت مے از ساقیِ فیض
کہ ہر کس جرعہ زد زد بے خبر شد

ترجمہ: (آپ نے) ساقیِ فیض کے سبو سے ایسی اچھی شراب نثار کی کہ جس شخص نے ایک گھونٹ پی مست ہوگیا۔

زبادِ فیض آبِ معرفت ریخت
نہالِ عیش راشیریں ثمر شد

ترجمہ: فیض کی پرُوا ہوا سے معرفت کی بارش ہوئی۔ عیش کے درخت میں شیریں پھل لگے۔

جس زمانے میں حضرت قدوۃ الکبراؒ مدینہ طیبّہ میں روضۂ منورہ پر حاضر تھے، حضرت شیخ احمد یسویؒ کے سلسلۂ یسویہ میں داخل ترکوں کی ایک جماعت بھی وہاں حاضر تھی۔ انہوں نے آپ کی تعریف کی اور ان کے مشائخ نے آپ سے وعظ کہنے کے لیے اصرار کیا اور عاجزی کا اظہار کیا اور کامیاب ہوئے۔ اُس زمانے میں حضرتؒ ترکی زبان جانتے تھے لیکن زیادہ مہارت نہ تھی۔ چونکہ یہ مجلس ترکوں نے منعقد کی تھی یہ بھی لازم ہوا کہ ترکی زبان میں تقریر کی جائے حضرتؒ نے اسی کے مطابق ترکی زبان میں تقریر کی اور ایسے فصیح لہجے میں حقائق و معارف بیان فرمائے کہ اہل زبان کو رشک ہونے لگا۔ جتنے مشائخ اس مجلسِ وعظ میں موجود تھے سب کو ذوقِ باطنی حاصل ہوا اور ہر شخص ترکی میں کہتا ہوا آیا۔ [۱]

تقریباً سو ترک حضرتؒ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور خدمت و ملازمت پر کمربستہ ہوئے۔ یہ لوگ ایسی محنت سے خدمت بجالاتے جیسی برگزیدہ خلفا اور نہایت عاقل حضرات کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے تھوڑی سی مدت میں اپنی اپنی ہمت کے

---

[۱] (اس کے بعد یہ عبارت ہے ''پی حیف فیلندسی بوسید و انداق مجلی اتیت مگر ہیچکس کور مادی را'' یہ عبارت مترجم کے لیے ناقابل فہم ہے اس لیے اس کا ترجمہ شامل متن نہیں ہے۔)

مطابق مقصد حاصل کرلیا اور چہرۂ مقصود اُن پر ظاہر ہوگیا۔قطعہ:

ہر کہ او دربزمِ رنداں زدقدم
درخورِ ہمت دہندش جامِ مے
ایں یکے از بادۂ خُم دم نزد
واں یکے از ہم شدہ ز آوازِ نے

ترجمہ: جس شخص نے رندوں کی محفل میں قدم رکھا اسے اس کے حوصلے کے مطابق جامِ شراب دیا گیا ایک شخص گھڑے کی شراب پی کر بے خود ہوگیا دوسرا شخص بانسری کا ہم نوا ہوگیا۔

ایک روز ایسا ہوا کہ حرم شریف کے شیوخ اصرار کرنے لگے کہ حضرتؒ شیخِ حرم حضرت نجم الدین اصفہانی کی موجودگی میں وعظ کہیں۔ آپ مجبور ہوگئے کیونکہ شیخِ حرم کے حکم کو بجا لانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ مجلس ترتیب دی گئی۔ آپ نے عربی زبان میں تقریر کی۔ اہلِ مجلس کو اس قدر ذوق وشوق حاصل ہوا کہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔حتیٰ کہ بعض عرب جو صحرا اور بستی سے آئے تھے، شریکِ مجلس ہوئے۔ اُن پر اس قدر وجد و حال طاری ہوا کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ یہ نہایت عجیب واقعہ ہے کہ صحرا میں رہنے والے تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے، ابیات:

زورِ بازوئے کہ سخت انداز شد
ہر کرازد تیر پرُاں در گزشت

ترجمہ: جس کامل تیر انداز نے اپنے زورِ بازو سے جس کسی کو تیز رفتار تیر مارا وہ (دل کے) پار ہوگیا۔

بود پیکاں زا ہن پولاد رنگ
از مجن و ہفت جوشن برگزشت

ترجمہ: وہ تیر چونکہ فولاد کی مانند لوہے سے بنایا گیا تھا اس لیے ڈھال اور سات زرہوں کو چھیدتا ہوا نکل گیا۔

سرگزشت از پائے دل خیزداگر
ہم چو سیل آمد رواں وز سر گزشت

ترجمہ: حال اگر دل کی گہرائی سے اٹھے تو سیلاب کی مانند رواں ہو اور سر سے گزر جائے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ حسنِ خلق اس بلند پایہ گروہ یعنی صوفیہ کی خاص خصلت ہے جو انہیں ہی زیب دیتی ہے کہ یہ حق کے زیور اور کلام کے لباس سے روشن ہوتے ہیں۔ تمام اقوال و افعال میں صوفی کی نظر چوں کہ حق تعالیٰ پر ہوتی ہے اس لیے لازم آتا ہے کہ وہ تمام مخلوق سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے۔ اگر شریعت کے مطابق کسی محل پر سختی درکار ہے تو سختی کرے، لیکن باطن کے مطابق اسی وقت اللہ سے مغفرت طلب کرے۔

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اخلاق مرتبۂ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیۂ کریمہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[۱] (بے شک ضرور آپ بہت بڑی شان والے خلق پر ہیں) نازل ہوئی۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ غصہ بدترین خصلت و علامت ہے جس سے وصول کی نعمت میں زوال ہونے لگتا ہے اور حصول میں کمی واقع ہوتی ہے۔ گروہِ صوفیہ کو ہر حال میں اس عادت سے گریز کرنا چاہیے۔ اللہ کی پناہ! اگر کسی طالب سے یہ فعل کسی بھی نوعیت سے سرزد ہوجائے تو اسے فوراً استغفار کرنا چاہیے۔ (یہ حقیقت ہے کہ) کوئی شے اس قدر خانۂ دل کو خالی اور بے نور نہیں کرتی جس قدر غصہ کرتا ہے۔ قطعہ:

مکن خشم اے یار، درکارِ دیں
کہ اوی کند ظرف باطن تہی
اگر بایدت، باطن انور بود
مکن خشم، اے سرو باغ بہی

ترجمہ: اے دوست! دین کے کام میں غصہ نہ کر کیوں کہ غصہ کرنے سے باطن کھوکھلا ہوجاتا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا باطن روشن ہوجائے تو اے گلستانِ خیر خواہی کے سرو! غصے سے پرہیز کر۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مخلوق میں، انسانوں کے تعلق سے پسندیدہ اور بہترین صفت، شفقت کرنا ہے جسے یہ نعمت کلی طور پر حاصل ہوجائے اسے ثمرۂ حقیقی بھی بخشا جاتا ہے۔ (حقیقی ثمرہ یہی ہے کہ) اُس شخص کی ذات میں شفقت و مہربانی کی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ[۲] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے) یہ بات بھی اچھی طرح سے جان لینا چاہیے کہ جب کسی شخص پر شفقت و مہربانی کی جائے تو اپنی خودی کو درمیان سے اٹھالیا جائے تاکہ شفقت کرنے والا اس صفت سے منسوب کیا جائے کہ یہ نسبت سعادت و عنایت کا بلند ترین مقام ہے۔ مثنوی:

ہر کار کہ پیش گیری اے یار
خود را زمیانِ کار بردار
بردار راہِ کار یارا
تایابی زباغِ کام بررا[۳]

ترجمہ: اے دوست تو جو کام بھی انجام دے تو اپنی خودی کو درمیان سے اٹھالے۔ (یہی نہیں بلکہ) اے دوست کام کے

---

[۱] پارہ ۲۹۔ سورہ القلم، آیت ۴۔ [۲] پارہ ۶۔ سورہ المائدہ، آیت ۵۴۔

[۳] مطبوعہ نسخے (ص ۲۵۶) میں چوتھا مصرع اس طرح نقل کیا گیا ہے ''تایابی زباغِ کام بردار'' یہ مصرع مثنوی کے معروف قاعدے کے خلاف ہے۔ مثنوی کا ہر شعر ہم قافیہ ہوتا ہے یہاں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے قیاسی تصحیح کرکے تیسرے اور چوتھے مصرعوں کو ہم قافیہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

راستے سے اٹھ جاتا کہ تجھے مقصد کے باغ سے ثمرۂ حقیقی حاصل ہوجائے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ شریعت کے معاملات اور طریقت کے کام چوں کہ شریعت کے اصول پر مبنی ہیں اس لیے انہیں ظاہرِ شرع کے مطابق انجام دیا جائے لیکن حقیقت میں اُن سے خبردار رہنا چاہیے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے بارے میں شریعت کے مطابق فتویٰ طلب کریں کہ اسے قتل کر دینا چاہیے تو اگر وہ خود یہ منصب رکھتا ہے تو راضی ہوجائے اور اگر وہ فتویٰ دینے کا منصب نہیں رکھتا تو اُس شخص کے قتل پر اصرار نہیں کرنا چاہیے اور (اپنے اصرار نہ کرنے کو) ظاہرِ شرع کے مطابق جانے۔ دونوں صورتوں میں نیت اللہ تعالیٰ پر رکھنی چاہیے۔ قطعہ:

اے برادر پائے در راہِ یقیں
نہ، زروئے صدق و از معنی برو
باہمہ کس نسبتِ ظاہر بہ بیں
باطن از ظاہر بہ معنی درگرو

ترجمہ: اے بھائی! یقین کے راستے میں سچائی کے ساتھ قدم رکھ اور قصد کی ہوئی جگہ سے گزر جا۔ سب لوگوں کو ظاہر کے تعلق سے دیکھ۔ ظاہر سے باطن کو معنی کے ساتھ رہن رکھ دے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ رندوں کا مشرب اور عارفوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر مرتبے کو اُس کے تقاضوں کے مطابق طے کرے اور اُس مرتبے کی مشکلات میں سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔ ابیات:

ہر کہ او در بزمِ رنداں بر نشست
بایدش بر حسب رندی کرد کار

ترجمہ: جو شخص کہ رندوں کی محفل میں آ کر بیٹھ گیا، اُس پر لازم ہے کہ رندی کے دستور کے مطابق کام کرے۔

اقتضائے بزم باید کردنش
ورنہ از رندیش باید بست بار

ترجمہ: اسے اُس بزم کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے ورنہ وہ رندی کے مقام سے بستر بوریا سمیٹ لے۔

رندِ کامل در جہاں آں کس بود
کز مرادِ بزمِ رنداں بردبار

ترجمہ: دنیا میں کامل رند وہ شخص ہوتا ہے جو رندوں کی بزم کے منشا کے مطابق بارِ حیات اٹھاتا ہے۔